# تذکرہ

www.aaiil.org

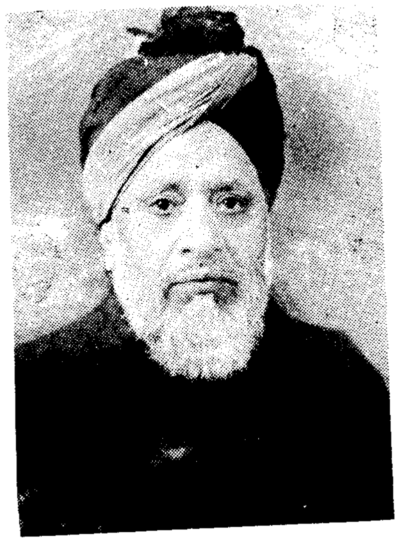

حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر مرحوم و مغفور

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

# تذکرہ

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

صدرالدین

یہ تصاویر ان بزرگانِ سلسلہ کی ہیں جو حضرت مسیح موعود مجددِ زمانؑ کی جماعت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور جنہوں نے حضرت مولانا نورالدین مرحوم مغفور کی وفات کے بعد خلافت کے بارے میں اختلافات پیدا ہونے پر لاہور میں از سرِ نو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی۔

www.aaiil.org

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۝ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

حضرت مولینا نورالدین صاحب کی وفات پر بیعت خلافت کے متعلق تنازع رونما ہوا تھا۔ وہ تنازع ایک طرف جناب میاں محمود احمد صاحب اور دوسری طرف مولینا محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے درمیان تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ موقف تھا کہ حضرت مسیح موعود مجدد زمان نبی اللہ ہیں جن کی نبوت پر ایمان لانا فرض ہے اور جو مسلمان ان کے دعویٰ نبوت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مولینا محمد علی صاحب انکے ان اعتقادات کو قرآن کریم و احادیث صحیحہ کے خلاف یقین کرتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ اعتقادات حضرت مسیح موعودؑ کے تلقین کردہ اعتقادات کے بالکل خلاف ہیں۔ چنانچہ مولینا صاحب کا موقف یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی اللہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مجددِ زمانہ ہیں جن کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کے دعوے مجددیت کو تسلیم نہ کرنے سے کوئی مسلمان کافر ٹھہرتا ہے۔

میاں صاحب کے نئے اعتقادات کے پیش نظر مولینا صاحب موصوف نے اس بات پر زور دیا کہ جماعتوں کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے اور میاں صاحب کی بیعت خلافت سے متعلق ان سے فیصلہ لینا چاہیئے۔ نیز اس مسئلہ پر حضرت امام کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے فیصلہ لینا بھی مناسب ہوگا مگر میاں صاحب موصوف نے ان تجاویز کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور بیعت کرنے کی تجویز ایک مجمع کے سامنے پیش کر دی گئی جو اس وقت مسجد نور میں موجود تھا۔ اس موقعہ پر حضرت مولنا محمد علی صاحب مجمع کو مخاطب کرنے کے لئے اُٹھے مگر میاں صاحب کے انصار اللہ نے گستاخی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو بٹھا دیا حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سے بھی جو اس وقت لاہور سے تشریف لائے تھے یہی سلوک روا رکھا گیا۔ اور راقم الحروف بھی جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا سیکرٹری تھا انہی حالات کی وجہ سے لوگوں سے خطاب نہ کر سکا۔ اب کیا تھا سرعت سے بیعت لینا شروع کر دیا گیا۔ اور جماعتوں کو یہ اطلاع دے دی گئی کہ اتفاق رائے سے جناب میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے

اس اطلاع کی بناء پر بیرونی جماعتوں نے بھی بیعت کر لی۔ اگر جماعت کو اس حقیقت کا علم ہوتا۔ کہ بعض اکابر نے جناب میاں صاحب کی بیعت کرنا ناجائز سمجھا ہے۔ تو ضرور تھا کہ جماعت کے دو فریق بنتے۔ یا تو دونوں فریق برابر کی تعداد میں منقسم ہوتے۔ یا ایک حصہ بڑا اور دوسرا چھوٹا ہوتا۔ مگر جماعتوں کو یہ بتایا گیا ہوا کہ میاں صاحب کی بیعت اتفاق رائے سے ہوئی ہے اس لئے انہوں نے بیعت کر لی۔ یہ **حقیقت الامر ہے کہ جماعت دو حصوں میں** منقسم نہ ہوئی صرف لاہور کے چند اکابر جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت کرنا ناواجب سمجھا۔ جماعت سے علیحدہ رہ گئے تھے۔ ان اکابرین نے عموماً اور حضرت مولانا محمد علی صاحب نے خصوصاً ہمت سے کام لے کر جماعتوں کا دورہ کیا۔ اور ان کو اصل حالات سے آگاہ کیا۔ ان کی سعی سے مختلف افراد ان کے ہمنوا ہونے لگے اس طرح ایک نہایت قلیل گروہ لاہور میں جمع ہوا۔ اور از سرنو جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تجویز کیا گیا۔ دو تین سال کی متواتر کوشش کے بعد اس گروہ نے جو ابتداء میں قلیل تھا۔ ایک جماعت کی شکل اختیار کر لی۔ اس چھوٹی سی جماعت نے جو انجمن قائم کی اس کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود مجددِ زمان کے ممتاز ترین متبعین اس کے بانی ہیں۔ ان لوگوں کے اخلاص اور خداداد استعداد کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب ان سے دلی محبت رکھتے تھے۔ اور ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ اسی سبب سے انہی لوگوں کے گھروں میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام گذارنا پسند فرمایا تھا۔ انہی کے ہاتھوں میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ اس چھوٹی سی لاہوری جماعت کو جس کے یہ مخلص اور مقتدر لوگ بانی تھے۔ خدا تعالٰے نے یہ توفیق بخشی۔ کہ وہ لاجواب لٹریچر پیدا کر سکے جس لٹریچر نے اپنوں اور غیروں میں مقبولیت حاصل کی۔ اور جس لٹریچر کی وجہ سے بانی سلسلہ احمدیہ کا نام نامی دنیا بھر میں روشن ہوا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے حق میں حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ **"لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں"**

ان بزرگوں کے اخلاص اور ان کی لیاقت اور ان کی وجاہت اور ان کی خدمات کے باعث حضرت مرزا صاحب نے ان کو صدر انجمن قادیان کے ارکان مقرر فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس انتخاب کو نظر استخفاف سے دیکھنا صرف ناواجب ہی نہیں بلکہ حضرت مجدد زمان کی فراست کا انکار کرنا ہے۔

یہ بزرگ ہر ہفتہ قادیان میں باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ صدر انجمن کے اجلاس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود مجددِ زمان کے حین حیات میں جس

www.aaiil.org

باقاعدگی اور پابندی سے یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ اسی باقاعدگی اور پابندی سے حضرت مولانا نورالدینؒ صاحب کی زندگی میں یہ کام کرتے رہے۔ ان میں سے چار بزرگ شوق و ذوق سے لاہور سے چل کر قادیان آیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ شفقت بھرے دل سے ان کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اور ان کو دیکھ کر مسرور ہوا کرتے تھے۔ یہ بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے سالوں مستفیض ہوتے رہے۔ اس فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی سعی کو جو اشاعت اسلام سے متعلق تھی۔ بارآور فرمایا اور ان کو نمایاں شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی۔ ان کے پیدا کردہ لٹریچر سے یہ تاثر پیدا ہوا۔ کہ وہ نظریات و اعتقادات جو لاہوری جماعت پیش کرتی ہے۔ وہ عین اسلامی عقائد ہیں۔ انہی عقائد کی نشر و اشاعت کی وجہ سے عام لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اچھی رائے قائم کی۔ ربوہ کی جماعت کو اپنی تعداد پر فخر ہے۔ مگر ان کی جماعت کے عقائد حضرت مرزا صاحب کے بارے میں شدید منافرت پیدا کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔ اس بڑی جماعت نے لوگوں کی نگاہ میں حضرت مرزا صاحب کا مقام گرا دیا ہے۔ اس بڑی تعداد نے حضرت مرزا صاحب کو نبی گردان کر اور ان کے منکرین کو کافر گردان کر کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ بلکہ مسلمانوں کو مشتعل کر کے فسادات پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہے۔ اگر ان لوگوں کا خلیفہ حضرت مسیح موعودؒ کے بیان کردہ اعتقادات کی اشاعت کرتا۔ تو کوئی فساد پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ عین اسلامی اعتقادات ہیں۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کی کتب کے اقتباسات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

## حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے (ازالہ اوہام ص ۶۱۴)

(۲) حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں۔ جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو سال سے مہر لگ گئی ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

(۳) ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر خدا صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول کریم ہمیشہ کے لئے وحی لانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

(۴) اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے منقطع کر چکا ہے۔ (ازالہ اوہام)

(۵) کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں (انجام آتھم صفحہ ۲۴)

(۶) میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور رسول اللہ محمد مصطفٰے پر ختم ہو گئی۔ (اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۷) میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰)

(۸) حضرت ختم المرسلین کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ کیونکہ ہمارے رسول کی تعلیمات اور اللہ کی کتاب تمام آنے والے زمانوں کے لوگوں کے لئے علاج اور مداوا ہے۔ اس لئے ہمیں کسی دوسرے نبی کی حاجت نہیں۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹)

(۹) چونکہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور بعد آنحضرت کے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔ (شہادت القرآن صفحہ ۲۷)

(۱۰) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں۔ اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی

صلعم خاتم الانبیاء ہیں - اور آنحضرت کے بعد اس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا - نیا ہو یا پرانا - ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلّشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں - اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں - ان میں سے میں ایک ہوں (نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸)

(۱۱) میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے - جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے -

(۱۲) اگر ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہرائے جاسکتے - اور نہ سلسلہ وحی نبوت منقطع متصور ہو سکتا ہے - اگر کوئی شخص آئے جس میں شانِ نبوت پائی جاتی ہو - یا وہ خدا کے علم میں بھی نبی ہو - تو یہ اعتراض لازماً آئے گا کہ خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا - **یہ صریح طور پر قرآن کی تکذیب** ہے - (دیکھو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

(۱۳) ان کا یہ کہنا درست نہیں کہ میں نبوت کا مدعی ہوں - ان پر واضح رہے کہ **ہم بھی مدعی نبوت پر** لعنت بھیجتے ہیں - اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں - اور آنحضرت کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں - اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوتِ محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں - اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے - وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے - غرض جبکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے - (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۳)

(۱۴) اے لوگو اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو - دشمنِ اسلام نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۵)

**علاوہ** ازیں یہ حقیقت قابلِ غور ہے کہ حضرت مسیح موعود مجدد زمان کی وفات کے وقت جناب میاں محمود احمد صاحب کی **عمر انیس بیس سال کی تھی** - اس وقت وہ مدرسہ کی دسویں جماعت میں تعلیم پاتے تھے - مدرسہ میں ان کے چھ گھنٹے صرف ہو جاتے تھے - اوقات مدرسہ سے قبل نہانے دھونے اور ناشتہ کرنے میں کچھ وقت صرف ہو جاتا تھا اور اوقاتِ مدرسہ کے بعد کرکٹ کھیلنے میں کچھ وقت صرف کیا کرتے تھے - ازاں بعد وہ مدرسہ کے اسباق تیار کرنے کی طرف توجہ دیتے تھے - اندریں حالات ان کو حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع کم ملتا تھا - اس نوعمری میں اُن سے نہ یہ توقع کی جا سکتی تھی - کہ وہ عربی زبان کے فاضل بن جائیں - اور نہ ہی یہ کہ ان کو قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر پر عبور حاصل ہو جاتے - حضرت مولینا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کا زمانہ خلافت چھ سال کے بعد ختم ہوا تو میاں صاحب موصوف مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے - اس وقت **ان کی عمر پچیس چھبیس سال کی تھی** انہوں نے جو تقریریں شروع کیں ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود مجدد زمان کی تصانیف کا بغور مطالعہ نہیں کیا - ورنہ وہ اُن عقائد کی تلقین نہ کرتے - جو صریح طور پر حضرت صاحب کے بیان کردہ اعتقادات کے خلاف ہیں - **حضرت مسیح موعود تو یہ فرماتے ہیں کہ اُن کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا** افتراء ہے - نیز ایسا کرنا تقوےٰ اور دیانت کے خلاف ہے - مگر میاں صاحب کا سارا زور ان کی نبوت ثابت کرنے پر لگتا ہے - اسی طرح حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں - کہ **میرے دعوےٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ٹھہرتا** - مگر میاں صاحب موصوف اس کے برعکس دنیا کے تمام ان مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے - وغیرہ وغیرہ - ان کے یہ اعتقادات صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی کتب کا بغور مطالعہ نہیں کیا تھا -

اب حضرت مرزا صاحب کے محبوب ترین احباب کے حالات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو حق شناسی میں آسانی ہو -

## (۱) حضرت مولینا محمد علی صاحب

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے اخلاص اور اعلےٰ قابلیت کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کے دل میں ان کی بہت قدر و منزلت تھی - اسی وجہ سے انہوں نے مولینا موصوف کو اپنے گھر میں جگہ دے رکھی تھی - ان سے نہایت شفقت سے پیش آتے تھے - انہی کو اس قابل سمجھا کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر ہوں اور انہی کو صدر انجمن احمدیہ کا سیکرٹری مقرر کیا - حضرت مولینا نے اپنی امتیازی لیاقت اور تدابیر سے ہر اس منصب کو چار چاند لگا دیئے - جس پر وہ فائز تھے انہوں نے ریویو آف ریلیجنز کو بڑی قابلیت سے ایڈٹ کیا - اس وجہ سے ان کو اپنوں اور غیروں کی نگاہ میں بہت بڑی قدر و منزلت حاصل ہوئی - وہ قلم جو کشف میں حضرت مجدد زمان کی طرف سے حضرت مولینا صاحب کو عطا کیا گیا تھا - اس کی برکت سے لاجواب تصانیف وجود میں آئیں - ان تصانیف نے ناظرین

کے دل و دماغ روشن کئے ۔ ان تصانیف میں سے قرآن کریم کی تفسیر نے ان کے لئے بے نظیر امتیاز حاصل کیا ۔ اس تفسیر کی تیاری میں انہوں نے سات سال عرق ریزی اور انہماک سے کام کیا ۔ آپ ہر روز اس تفسیر کا ایک حصّہ حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور حضرت مولانا نورالدینؒ صاحب کے تبحر علمی سے استفادہ کیا کرتے تھے ۔ خود حضرت مولینا نورالدینؒ صاحب اس تفسیر کو سُن کر مسرور ہوا کرتے تھے اس سے بڑھ کر یہ کہ خدا نے بھی اس تفسیر کو درجہ قبولیت بخش دیا ۔ جماعت کے ایک عابد و زاہد شخص سید عابد علی صاحب کو اس بارے میں الہام ہوا **ترجمہ قبول ہوا** ۔ اس الہام کو سُن کر مولانا نورالدین صاحب سجدۂ شکر بجالائے اور ساتھ ہی وہ لوگ جو اس وقت مجلس میں موجود تھے سجدہ ریز ہو گئے ۔ غرض یہ ترجمہ و تفسیر جو حضرت مولینا نورالدینؒ صاحب جیسے فاضل اجل انسان کے نزدیک قابلِ قدر تھا ۔ وہ خُدا کے نزدیک بھی قابلِ قدر ٹھہرا ۔ جس طرح حضرت مرزا صاحب کے نزدیک مولینا محمد علیؒ صاحب قابلِ قدر تھے ۔ اسی طرح حضرت مولینا نورالدینؒ صاحب کے نزدیک بھی وہ قابلِ قدر تھے ۔ حضرت مرزا صاحب نے تو اُن کے وجود کو اپنا وجود قرار دیا تھا ۔ جب مولینا صاحب بیمار ہو گئے تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر مولینا محمد علی کو طاعون ہو جائے تو میرا دعوے باطل ہے ۔ ان حقائق کے پیش نظر کوئی احمدی جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولینا نورالدینؒ صاحب کی عظمت کا قائل ہے ۔ وہ جرأت نہیں کر سکتا کہ ان کے محبوب محمد علی صاحبؒ کی خدماتِ جلیلہ کا انکار کرے یا مولانا موصوف کو گمراہ قرار دے یا ان کے بارے میں کوئی نازیبا لفظ زبان پر لائے ۔

## (۲) حضرت خواجہ کمال الدینؒ صاحب :-

جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت مولینا محمد علیؒ صاحب کی ذاتِ گرامی پر فخر تھا اسی طرح ان کو خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی شاندار شخصیت پر ناز تھا ۔ اوّل الذکر کو تو کشف میں قلم عطا کیا گیا اور مؤخرالذکر کے حق میں "حسنِ بیان" کا الہام ہوا تھا ۔ حضرت مولینا صاحب کی لاجواب درخشندہ تصانیف نے اور حضرت خواجہ کمال الدینؒ صاحب کی جادو بھری تحریر و تقریر نے حضرت صاحب کے کشف کی اور الہام کی تصدیق کی ۔ دونوں بزرگوں نے علماء سے اور عامۃ الناس سے خراجِ تحسین حاصل کیا ۔ ان دونوں بزرگوں کے وجود اور خدماتِ دینیہ اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت مجدّد زمان نہ صرف اپنے دعوے میں حق پر تھے بلکہ اُن کی قوتِ قدسی نے اُن کے متبعین کے قلوب کو منوّر کر کے ان کے دل و دماغ کو علم و عرفان کے خزانے بنا دیا ۔

جس طرح حضرت امام الزمان نے مولینا محمد علیؒ صاحب کے حق میں کہا تھا ۔ کہ اگر وہ طاعون سے مر جائیں تو میرا دعوے باطل ہے ۔ اسی طرح خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے وجود کو اپنا وجود قرار دیا ۔ آپ نے کشف میں دیکھا کہ میں انگلستان میں پرندے پکڑ رہا ہوں ۔ یہ کشف خواجہ صاحب کے ذریعہ پورا ہوا جن کے ہاتھ پر انگریز قوم کے افراد مشرف بہ اسلام ہوئے ۔

غرض ان دونوں بزرگوں کی سعی سے حضرت مجدّد زمان کی صداقت کو مزید تقویت حاصل ہوئی اور ان دونوں بزرگوں کی تصانیف نے دنیا بھر کے لوگوں تک حضرت صاحب کا پیغام پہنچایا ۔ اور آپ کو لوگوں سے متعارف کرایا ۔ ان بزرگوں کی خدماتِ جلیلہ کے ہوتے ہوئے ان کو گمراہ قرار دینا یا ان کے حق میں کوئی کلمۂ استخفاف زبان پر لانا ناواجب ہے ۔

## (۳) حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؒ صاحب

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب حضرت مسیح موعود مجددِ زمان کے عشاق میں سے تھے وہ اپنوں اور غیروں کی نگاہ میں مجسّم فرشتہ تھے ۔ اخلاقِ فاضلہ کے لحاظ سے ان کا مقام نہایت بلند تھا ۔ ان کے چہرے پر نُور تھا اور پیشانی ہمیشہ خندہ رہتی تھی ۔ مہمانوں کے لئے ان کا مکان صلائے عام کی حیثیت رکھتا تھا ۔ یعنی اپنوں اور غیروں کے لئے ان کا گھر مہمان خانہ تھا ۔ مہمان کو دیکھ کر ان کا دل باغ باغ ہو جاتا تھا ۔ اور ہر طرح سے مہمان کی تکریم فرماتے تھے ۔ ان کی کمائی کا بیشتر حصّہ مہمان نوازی پر صرف ہو جاتا تھا ۔ وہ جماعت کی تقویت کے لئے بھی بڑی فیاضی سے مال صرف کرتے تھے ۔ علاوہ ازیں انجمن کا موجودہ وسیع دو منزلہ دفتر حضرت مرزا صاحب موصوف نے تعمیر کیا تھا جس کو انہوں نے انجمن کو عطا کر دیا تھا ۔

آپ حق پرست تھے اور حق بات کہنے سے کبھی رُکتے نہ تھے ۔ تقریر اور تحریر دونوں پر پوری قدرت رکھتے تھے ۔ مسجد میں معرفت بھرا خطبہ ارشاد کرتے

اور انگریزی اخبارات میں گورنمنٹ کے مقابلہ پر محققانہ مقالے شائع کرتے تھے۔ ان کی خوش خلقی اور خدمتِ خلق کا یہ عالم تھا۔ کہ شہر بھر کے لوگ ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ وہ بھی ہر طبقہ کے لوگوں کی خوشی و غمی کی تقریب پر اُن کے ہاں پہنچ جایا کرتے تھے۔

ہمارے دوست جو ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ غور کریں اور فیصلہ دیں کہ ان لوگوں کو غلطی پر قرار دینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا وجود بابرکت ثابت ہوا تھا اور جن کی عملی زندگیوں نے حضرت مجدد زمان کے دعوے کی تصدیق کی تھی۔

## (۴) حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین رحؒ صاحب :-

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب جلالی طبیعت اور شاہانہ فیاضی کے مالک تھے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب پاس پاس کے گھروں میں رہائش پذیر تھے۔ دونوں میں گہری محبت تھی۔ عام طور پر ہم پیشہ لوگوں میں جذبہ رقابت کام کرتا ہے۔ مگر ان دونوں بزرگوں کے تعلقات میں مثالی جذبۂ اخوت نظر آتا تھا۔ حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب فی الواقعہ مجسم جمال تھے۔ اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مجسم جلال تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی پُر رعب اور پُر شان طبیعت نے جماعت میں ڈسپلن قائم کر رکھا تھا۔ باوجود اس پُر شوکت طبیعت کے ان کا دل نہایت نرم تھا۔ وہ اپنے اموال بیکسوں کے لئے فراخ دلی سے صرف کرتے تھے۔ اپنی زمین کے قطعات بیکسوں کو مکان تعمیر کرنے کے لئے عطا کر دیتے تھے۔ ان کا دسترخوان وسیع تھا۔ حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب اور حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب دونوں مثالی طور پر مہمان نواز تھے۔ اسی طرح انجمن کی اعانت کے لئے ان کی فیاضی لاجواب تھی جس مکان میں راقم الحروف جاگزین ہے۔ یہ شاہ صاحب موصوف نے تعمیر کیا تھا۔ جب حضرت مولینا محمد علی رحؒ صاحب قادیان سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے تو شاہ صاحب نے یہ مکان ان کی رہائش کے لئے پیش کیا۔ بعد ازاں اس کو انجمن کے حق میں وقف کر دیا۔ احمدیہ بلڈنگس کی اکثر تعمیرات حضرت شاہ صاحب کی مرہونِ منت ہیں۔ موجودہ احمدیہ ہال اور احمدیہ مارکیٹ جو پہلے مکانات کی شکل میں تھے۔ ان وسیع مکانات کا نصف حصہ حضرت شاہ صاحب نے انجمن کے حق میں ہبہ کر دیا تھا۔ اور اس کا دوسرا حصہ ان کے قابل فرزند ارجمند ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب نے نہایت معمولی داموں کے عوض انجمن کے پاس فروخت کر دیا تھا۔ یہ احمدیہ ہال اور یہ وسیع احمدیہ مارکیٹ جو انجمن کے مال اور وقار میں اضافہ کرنے کے موجبات ہیں۔ حضرت شاہ صاحب اور ان کی محترمہ و مرحومہ بیگم صاحبہ کے لئے صدقہ جاریہ کا روشن نشان ہیں۔ اس نشان کے علاوہ حضرت شاہ صاحب نے انجمن کو ایک مربع اراضی (واقع خانپور) عطا کی تھی۔ جس کی قیمت آجکل ساٹھ و ستر ہزار روپے کے درمیان ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک مسجد قادیان میں تعمیر کروائی تھی۔ جس کو مسجد نور کہتے ہیں۔ اور ایک مسجد مسلم ٹاؤن میں تعمیر کرائی تھی۔ اسی طرح موجودہ مسجد احمدیہ لاہور بھی حضرت شاہ صاحب کی تعمیر کردہ ہے۔ غرض حضرت شاہ صاحب کی فیاضی غیر محدود تھی۔ علاوہ ازیں ان کی وجہ سے اور حضرت مرزا یعقوب بیگ کی وجہ سے بہت سے لوگ سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے۔

اہلِ ربوہ ضرور بالضرور غور کریں اور فیصلہ دیں کہ آیا ان بزرگانِ دین کو جو جماعت احمدیہ کے ستون تھے اور جو حضرت صاحب کے محبوب تھے۔ بُرا بھلا کہنا مناسب ہے۔

## (۵) حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب :-

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحُوم تاجر تھے۔ ان کی دکان مال روڈ پر تھی اور رہے۔ یعنی ان کا کاروبار پبلک سے وابستہ تھا۔ اس زمانے میں پبلک عام طور پر حضرت مجدد زمان کی مخالفت پر تُلی ہوئی تھی۔ باوجود ان نامساعد حالات کے حضرت شیخ صاحب مرحوم نے امامِ وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی مضبوطی ایمان اور اپنے استقلال کا ثبوت دیا۔ حضرت مسیح موعود مجدد زمان کے اوّلین ساتھیوں میں ان کا شمار تھا۔

شیخ صاحب مرحوم نے حضرت مجددِ زمان کی خدمت میں ہمیشہ فراخ دلی سے مالی امداد پیش کی۔ اور اسی طرح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے رُکن رکین ہونے کے زمانہ میں برابر انجمن کو مالی امداد عطا کرتے رہے۔ حضرت شیخ صاحب نہایت متقی شخص تھے۔ باوجودیکہ ان کو خدا تعالےٰ نے کثرت اموال سے سرفراز کر رکھا تھا۔ ان کا سر خدا کے حضور جھکا رہتا تھا۔ وہ ہمیشہ تہجد کی نماز ادا کرتے اور ہمیشہ دکان پر جانے سے پیشتر دوگانہ نفل ادا کیا کرتے تھے۔ راقم الحروف قادیان میں جا بسنے سے پہلے حضرت شیخ صاحب موصوف کے ساتھ ان کی مال روڈ کی کوٹھی میں بمع اہل و عیال رہائش پذیر تھا۔ ہم اکٹھے نمازیں پڑھتے اور اکٹھے اُٹھتے بیٹھتے

تھے ۔ ان کے ہاں اکثر خواجہ کمال الدین صاحب ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب تشریف لایا کرتے تھے ۔ ہم سب مل کر سلسلہ عالیہ کی تقویت کے لئے سعی کیا کرتے تھے ۔ ہم سب میں لاجواب رشتہ اخوت قائم تھا ۔ جس کی برکت سے آپس میں خصوصی اور امتیازی جذبہ محبت و تکریم کارفرما تھا ۔

**نوٹ** ـــــ جیسا کہ اُوپر مذکور ہے

حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات پر خلافت کی بیعت کے بارے میں تنازع رونما ہوا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت مولٰینا محمد علیؒ جیسی شخصیت سے متعدد بار بدسلوکی کرنا روا رکھا گیا تھا ۔ چونکہ ان کے لئے یہ صورتِ حال ناقابلِ برداشت تھی ۔ اس لئے مولٰینا موصوف نے رختِ سفر باندھا اور قادیان کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہکر لاہور روانہ ہو گئے ۔ میں وہاں اکیلا رہ گیا تھا ۔ تمام شعبہ جات سے متعلق کُلی اختیارات مجھے حاصل تھے ۔ ان شعبہ جات میں مدرسہ احمدیہ بھی تھا ۔ جس کے افسر جناب میاں صاحب تھے ۔ اس عرصہ میں مدرسہ احمدیہ کے کاغذات جناب میاں صاحب کے دستخطوں سے میرے پاس آنے لگے ۔ ان پر حسب دستور میری جانب سے جب ضروری ہدایات جاری ہونے لگیں ۔ تو یہ حالات جناب میاں صاحب کو ناگوار معلوم ہوئے ۔ اس لئے انہوں نے انجمن میں تجویز پیش کی ۔ کہ مجھے سیکرٹری کے عہدے سے سبکدوش کر دیا جائے ۔ چنانچہ فیصلہ ان کے منشاء کے موافق ہوا ۔ اور مجھے بھی لاہور آنا پڑا ۔

راقم الحروف مکرر اصحاب ربوہ کو مخاطب کر کے التماس کرتا ہے ۔ کہ ان اکابرین کا مقام جو حضرت صاحب کے نزدیک تھا اور جو خدماتِ جلیلہ ان بزرگوں نے انجام دی ہیں ۔ ان حقائق کے پیشِ نظر ان کو سب و شتم سے یاد کرنا غیر مناسب ہے ۔ کیونکہ سب سے زیادہ یہی لوگ حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ۔ انہی کے حق میں آپ کے کشف و الہام پُورے ہوئے ۔ انہی کے گھروں میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری اوقات بسر کئے ۔ اور انہی کے ہاتھوں میں آپ جان بحق ہوئے ۔ یہی لوگ آپ کی میت کو قادیان لے گئے ۔ اور انہوں نے ہی تجہیز و تدفین کے واجبات انجام دیئے اور انہوں نے ہی ان کی قبر پر کتبہ نصب کیا جس کے مندرجہ ذیل الفاظ انہی بزرگوں کے اعتقادات کی تائید کرتے تھے ۔

کتبہ :ـــ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان ۔ مسیح موعود مجدد صدی
چہاردہم تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ۔

یہ کتبہ حضرت مولٰینا نورالدینؒ صاحب کے حین حیات میں برابر چھ سال تک زائرین کی آنکھوں کے سامنے آتا رہا ۔ اور حضرت صاحب اور جماعت کے عقائد کا اعلان کرتا رہا ۔

پھر میاں صاحب موصوف کے ایام خلافت کے چند سال تک بھی یہی الفاظ زائرین کے مشاہدے میں آتے رہے ۔ مگر چونکہ یہ کتبہ میاں صاحب موصوف کے اعتقادات کی تردید کرتا تھا ۔ اس لئے انہوں نے اس کتبے پر سے "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ مٹا دیئے ۔ حضرت مسیح موعود مجدد زمان کے بارے میں جہاں یہ جسارت اور یہ ظلم قابلِ مواخذہ ٹھہرتا ہے ۔ وہاں صرف یہی ایک واقعہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے ۔

خاکسار ۔ صدرالدین ۔ مارچ ۱۹۶۷ء